© rasailojaraid.com

فلسفۂ عُشر

مولانا سید اسعد گیلانی

اسلام انسانی فطرت کو براہ راست اللہ کی بندگی پر قائم رکھنے کا ضابطۂ کار ہے اور انسانی فطرت کی داخلی کمزوریوں کو حکمت کے ساتھ درست کرنے اور خارجی اجتماعی معاملات کو توازن کے ساتھ عدل پر قائم کرنے والا نظام زندگی ہے۔

انسانی زندگی میں بہت سے عوامل میں مال کو بہت بڑا دخل ہے کہ وہ سامانِ زیب و زینت کی فراہمی اور نفس انسانی کی آرائش کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ اسی لئے انسانی نفس کے دو بڑے فتنوں میں سے ایک فتنہ مال کو بھی قرار دیا گیا ہے۔ فتنہ ایک کیفیت ہے جو انسان کو عدل و اعتدال سے ہٹا کر کسی خاص سمت میں جھکا دیتی ہے اور انسان اس کیفیت کے زیر اثر انصاف اور توازن سے ہٹ جاتا ہے۔ عدل اور توازن سے ہٹتے ہی انسان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں بے شمار دوسرے حقداروں سے تصادم شروع جاتا ہے اور اس تصادم کا بڑھ جانا ہی معاشرے کے مجموعی مزاج کو شر سے قریب اور خیر سے دور کر دیتا ہے۔

اسلام خارجی طور پر احکام و ضوابط اور داخلی طور پر نفسانی کیفیات کی تربیت کے ذریعے انسانی معاشرے کے اس توازن کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مال کی منصفانہ تقسیم کی مختلف تدابیر ان کامیاب کوششوں میں سے ایک نہایت درجہ اہم کوشش ہے۔

مال کی غیر متوازن تقسیم سے انسانوں کی معاشرتی درجہ بندی کا توازن بگڑتا ہے۔ مساوات کی جگہ طبقات وجود میں آتے ہیں۔ اخوت اور بھائی چارہ کی جگہ بغض وحسد پرورش پاتے ہیں اور معاشرہ اخوت اور تعاون سے ہٹ کر مصیبت اور استحصال کی زد میں آجاتا ہے۔ اس کیفیت کے پیدا ہوتے ہی معاشرتی جرائم میں غیر معمولی اضافہ ہو جاتا ہے۔

اسلام نے اس سلسلے میں جو تدابیرِ اصلاح اختیار کی ہیں اُن میں مال کی تقسیم کو متوازن بنانے اور دل کی جلن کو کم کرنے کی تدابیر کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ عشر جو زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ کا نام ہے۔ انہیں تدبیروں میں سے ایک مؤثر تدبیر ہے۔ یعنی اللہ کی زمین میں سے جو کچھ کسی شخص کی محنت اور خرچ سے اُگتا ہے اس میں سے دسواں حصہ اُن لوگوں کے لئے نکالا جائے جو محروم اور حاجتمند ہیں اور اپنی ضرورت کے مطابق مال یا سامانِ زیست نہیں رکھتے ہیں۔

اسلام نے اس امر کی محض سفارش نہیں کی ہے کہ اس تدبیر سے معاشرے کے جذبات انسانی کو اعتدال پر رکھا جا سکتا ہے بلکہ اس تدبیر کو دین اسلام کا ایک رکن قرار دے کر اسے دین وایمان کا مسئلہ بنا دیا ہے جو بھی شخص اسلام کی اس نفسیاتی تدبیر کو کامیاب کرنے میں تعاون سے گریز کرتا ہے اس کی یہ کاروائی قابلِ دست اندازی پولیس ہے اور اسلامی ریاست اس معاملے میں خاموش تماشائی بن کر نہیں رہ سکتی ہے کہ افراد معاشرہ باہمی تقسیم مال میں جو معاملہ کرنا چاہیں کرتے رہیں بلکہ اسلام کا قانونِ فوجداری آگے بڑھ کر ایسے فرد کی سرکوبی کرتا ہے جو معاشرہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں توازن واعتدال پیدا کرنے اور اخوت و ہمدردی کی فضا بنانے والی اس تدبیر کو سبوتاژ کرتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے اجتماعی طور پر ایسی عدم تعاون کی تحریک کی باضابطہ فوجی کاروائی کے ذریعے سرکوبی کی تھی۔

عشر یعنی زمینی پیداوار کے ایک مقررہ دسویں حصّے کے ذریعے ایک بات تو یہ نمایاں ہوتی ہے کہ زمین کا مالک درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جس شخص کے سپرد بطور امانت وہ زمین ہے جب وہ اپنی محنت سے اس میں سے کچھ اگانے اور ظاہر ہے کہ اس میں پیداوار کا ہونا بھی خدائی عوامل کے تعاون کا ہی نتیجہ ہوتا ہے تو پھر وہ شخص "شکرانۂ پیداوار" کے طور پر مالکِ حقیقی ۔ ۔ ۔ ۔ کے حاجتمند اور محروم بندوں کا مقررہ حق یعنی عشر نکالے جو محروموں کے ہی کام آسکے۔ یہ ٹیکس عبادت بنا کر پیش کیا گیا ہے۔ اسلامی ریاست کے متعدد دوسرے ٹیکس بھی ہوں گے جو اس کی ترقیاتی تعمیری، تعلیمی، اقتصادی، سیاسی اور انتظامی ضروریات کو پورا کریں گے لیکن ان میں سے کوئی ٹیکس خدا کی عبادت کے طور پر آئین دین بنا کر مقرر نہیں ہوگا۔ اسلامی ریاست کے ساتھ ہر قسم کا تعاون بلاشبہ عبادت ہی ہے لیکن عشر و زکوٰۃ محصول عبادت یا عباداتی محصول ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے ہے، بلا امتیاز اور بلا رعایت ہے۔ ضابطے کے تحت جس پر عائد ہوگا اس کی ادائیگی کرنا اس کا فریضۂ شہریت بھی ہوگا اور فریضہ بندگی بھی اس سے انحراف جرم قابل دست اندازی پولیس ہوگا اس لئے کہ یہ ٹیکس ان خدائی تدابیر میں سے ہے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ انسانی اجتماعی معاشروں میں توازن و اعتدال برقرار رکھ کر شر کی قوتوں کو خیر کے مقابلے میں کمزور رکھتا ہے اور انسانوں کو باہمی محبت و ہمدردی و اخوت و برابری کا سبق دیتا ہے۔

بقول شاہ ولی اللہؒ انسانی نفس میں بخل ایک دیرینہ فطری بیماری ہے جس کا ظہور معاشرتی بے انصافی اور بے مروتی کی صورت میں ہوتا ہے۔ جب نفس منہ زور ہوتا ہے اور اس کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تہذیب کی حاجت ہوتی ہے جب بخل سے آلودہ ہو کر انسان کی صفت انسانیت مجروح ہوتی ہے اور صفت حیوانیت اس پر غلبہ پالیتی ہے اور اس کے سبب سے انسان کا اخلاق بہیمانہ اور ضرر رساں ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں معاشرے کی اجتماعی زندگی میں اسں غیر مہذب اور آخرت کی زندگی میں عذاب کا مستحق ہو جاتا ہے ایسی حالت میں تہذیب نفس اور بخل کی بیماری سے شفاء کا واحد علاج عشر و زکوٰۃ کا اہتمام ہے۔ عشر و زکوٰۃ کا اہتمام انسان کے آسودۂ بخل اور مغلوب حیوانیت نفس کو آزاد کر کے خدا کی بندگی اور فرمانبرداری کے قابل بنا دیتا ہے۔ عشر و زکوٰۃ کے اہتمام سے انسان کے دل کی تنگی رفع ہوتی اور سخاوت و ہمدردی کی انسانی اور ملکوتی صفات پرورش پاتی ہیں۔ سخاوت سے انسان نافع، سرچشمہ خیر اور محبوب خلائق ہو جاتا ہے اور اپنے خالق کی صفتِ ربوبیت کا پرتو اپنے اندر پیدا کر کے اس سے اور زیادہ قریب ہو جاتا ہے۔

راہِ خدا میں خرچ کرنے کے عمل کو اللہ تعالیٰ نے نماز کے ساتھ ملا کر پیش کیا ہے گویا جس طرح نماز کے قیام کے ذریعے انسان دنیا کے بوجھل ماحول سے کٹ کر خالص حضوری قلب کے ساتھ اپنے مالک کے سامنے حاضر ہوتا ہے اور مالک کے سامنے حاضری کی کیفیتِ بندگی سے مستفید ہوتا ہے اس طرح عشر و زکوٰۃ ادا کر کے مال کی بندگی سے نکل کر خدا کی بندگی میں داخل ہو جاتا ہے اور اپنے عمل سے ثابت کرتا ہے کہ رزق کی آمد نہ اس کی اپنی مساعی اور ذہانت کا نتیجہ ہے اور نہ کسی دوسرے کی امداد و تعاون کے ذریعہ بلکہ رزق خالص اللہ مالک الملک کی طرف سے عطا کردہ ہے اور بندہ اس کے اعتراف کے طور پر اس کے دیئے ہوئے رزق میں سے اس کے حکم کے تحت اسں کے بندوں میں تقسیم کرتا ہے اور یہ تقسیم اس ایمان پر گواہی دیتی ہے کہ وہ مالک اسے مزید دینے پر قادر ہے اور جس خزانے سے اسے پہلے ملا ہے اس خزانے سے یہ مال بہ بہ کر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کی طرف آتا رہے گا اور وہ اعترافِ نعمت ربانی کے طور پر مالک کے حکم پر اس کے محروم بندوں میں ان کا حق تقسیم کرتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کے خصوصی غیبی حکم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنے حاضر مال میں سے حصّہ نکالنے سے جہاں انسان کا آخرت پر یقین مستحکم ہوتا ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ اپنی کمال درجے کی رحمت سے اس کے گناہ معاف فرماتا اور اس کے مال اور کام میں برکات نازل فرماتا ہے۔

عشر و زکوٰۃ کی مقدار مقرر کر دینے میں بھی حکمت ربانی اور مصلحت عامہ کا بہت بڑا دخل ہے۔ اگر شرح مقدار مقرر نہ ہوتی تو دینے والے اپنے نفس کے فطری تقاضے کے تحت کم از کم دینے کی کوشش کرتے اور لینے والے اجتماعی اور معاشرتی ضروریات کے تحت زیادہ سے زیادہ لینے کی جدوجہد کرتے اور اس سے اجتماعی تصادم اور شر کے امکانات بڑھ جاتے اس لئے شارعؑ نے اس حکمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ ایک امر خیر موجبِ شر نہ بننے پائے ایک شرح مقرر کر دی اور اس مقدار کے مقرر ہونے سے بے شمار مصالح کے تقاضے پورے ہو گئے۔ اس طرح مدت کا تعین بھی اس حکمت کا نتیجہ ہے۔ اگر مدت معین نہ ہوتی تو اس سے بھی یہ خیر کثیر متعدد قسم کے شرور سے بدل جاتا۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کے نتیجے میں عشر زکوٰۃ کا فرض کیا جانا اور پھر اس کی شرح کا مقرر کیا جانا اور پھر ان کے لئے مدت کا تعین اور اس کے ساتھ اس حصے کے صرف کے بارے میں محروموں اور حاجتمندوں کا تعین ایک ایسا نظام حکمت ہے جس پر جس قدر بھی غور کیا جائے۔ انسان کا دل اس نظام کے ربانی اور الٰہی حکمتوں پر مبنی ہونے پر بے اختیار گواہی دینے لگتا ہے۔

قرآن نے زکوٰۃ ادا کرنے سے گریز کرنے والوں کے بارے میں کہا ہے کہ:

"جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور زکوٰۃ نہیں دیتے تو اس سے ان کی پیشانی پیٹھ اور پہلوؤں کو داغ لگائے جائیں گے۔"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ داغ لگانے کا حکم اس مصلحت کی بناء پر ہے کہ اُس کے بخل کے فعل نے دنیا میں بے شمار دلوں کو داغدار کیا۔ بغض و حسد کے جذبات پیدا ہوئے۔ فتنہ و فساد برپا ہوا۔ معاشرے میں عدم توازن ہوُا۔ محروم اور حاجتمند اپنے جائز حق سے محروم رہے اور بخیل سرمایہ دار اپنے مادی سرمائے کی حفاظت میں انسانی عزتِ نفس اور انسانی جان کو خطرے میں ڈال کر اپنے مال کی حفاظت میں لگا رہا۔

عشر و زکوٰۃ انسانی اجتماعیت میں توازن کی تدابیر میں سے ایک ربانی تدبیر ہے اور یہ تدبیر ہر ربانی دین میں ملحوظ رکھی گئی ہے۔ تمام آسمانی کتابوں نے غرباء کے لئے عشر و زکوٰۃ کو لازم رکھا۔ اسی لئے بخیل دولت مند کو اللہ کے عتاب سے ڈراتے ہوئے حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا تھا کہ:

"اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گزرنا آسان ہے لیکن دولت مند کا خدا کی بادشاہت میں داخل ہونا مشکل ہے۔"

اس لئے کہ خدا کی بادشاہت کا دروازہ سخاوت اور بندگانِ خدا کی مدد سے کھلتا ہے جو شخص خدا کی دی ہوئی دولت میں سے اس کے بندوں پر صرف کرنے سے گریز کرتا ہے۔ وہ خدا کی بستی میں داخل ہونے کے حق سے محروم ہو جاتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شرکائے مذاکرہ

(۱) مفتی محمد حسین نعیمی
رکن وفاقی مجلس شوریٰ

(۲) ملک خدا بخش بچہ
سابق وزیر زراعت مغربی پاکستان

(۳) مولانا عبداللطیف
استاذ جامعہ نظامیہ لاہور

(۴) ڈاکٹر عبدالغفور بھٹی
سابق وزیر زراعت پنجاب

---

(۵) سردار محمد اسلم سکھیرا۔ ایڈمنسٹریٹر محکمہ عشر و زکوٰۃ پنجاب

(۶) ملک محمد تدیر ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر (فیلڈ) محکمہ عشر و زکوٰۃ پنجاب

---

(۷) مولانا عبدالرشید
استاذ فقہ جامعہ مدنیہ لاہور

(۸) مولانا گلزار احمد مظاہری
ڈائریکٹر علماء اکیڈمی منصورہ

---

(۹) مولانا سید احسن الحسن نوری لاہور

(۱۰) شیخ محبوب الٰہی گلبرگ لاہور

(۱۱) مولانا محمد رفیق چودھری
ریسرچ سکالر شعبہ اسلامیات جامعہ پنجاب

(۱۲) میاں محمد اسلم جان
ڈیلدار گلبرگ لاہور

---

(۱۳) حافظ غلام حسین ریسرچ آفیسر ریسرچ سیل دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور

(۱۴) محمد اصغر نیازی نائب مدیر سہ ماہی منہاج لاہور

(۱۵) حافظ محمد سعداللہ ریسرچ اسسٹنٹ ریسرچ سیل دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور

میزبان: مولانا سید محمد متین ہاشمی، ڈائریکٹر مرکز تحقیق (ریسرچ سیل) دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور

© rasailojaraid.com